



موبائل تھیٹر

حالات کے شکار بچوں کی ایک توانا آواز

انجم نعیم

اٹھارہ سال سے کم عمر بچوں پر مشتعل ہے، ان میں ایک بڑی تعداد غربت کی سب سے نیچے زندگی گزارنے والے گھروں سے تعلق رکھنے والے ان بچوں کی ہے جنہیں خود ان کے ماں باپ دو وقت کی روٹی حاصل کرنے کے لئے وسیلے کے طور پر استعمال کرتے ہیں اور پھر وہ حالات کا شکار ہو کر معاشرے میں پائے جانے والے نقصان کی ایک شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ ایسے بچوں کے گھر والے روزانہ ان سے

پروگرام ملے ہے۔ کبھی کبھی ایک ہی دن میں کئی بچوں پر نکلنا تک کا یہ پروگرام چلتا ہے۔ ”درمیانی قدر و قامت کے کم گو اور آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک رکھنے والے اشوک اہیہ جو نائک کی پیشکش کے دوران مختلف قسم کی مصلحت مندی کر رہے تھے نے اپنے اگلے میدان عمل کا پتہ بتایا۔ اشوک اہیہ سماج کے گھڑے ہوں پرستوں کے شکار اور غیر مراعات یافتہ بچوں کو سماجی میں مقام دلانے کے عزم سے ۱۹۹۳ میں قائم کی گئی ان جی اوموبائل تھیٹر کے جنرل سکرٹری ہیں۔ ذاتی طور پر وہ بھی چونکہ شروع سے ہی تھیٹر سے منسلک تھے اس لئے ان کا خیال ہے کہ ”سوسائٹی میں تبدیلی لانے کے لئے نکلنا تک کا یہ میڈیم سب سے پر اثر ہے۔“

دھوپ کی شدت میں کچھ ہی کی واقع ہوئی ہے لیکن بہاری راہدہ جانی پنڈے کے قلب میں واقع وسیع و عریض اس گاندھی میدان میں شام کی مصروفیت کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ منگھے ہارے لوگوں ’سیاسی کارکٹوں‘ تفریح کے شائقین ’مداریوں‘ اور خراپچہ دانوں نے اپنی اپنی پسندیدہ جگہیں سنبھال لی ہیں۔ اسی میں ایک حلقہ ۱۵۔۲۰ بچوں پر مشتمل ایک نائک منڈی کا بھی ہے جو ”لڑکیاں بوجھ نہیں ہیں“ کے عنوان سے اپنی پیشکش میں مصروف ہیں۔ نیم کے دو سینئر ارکان ہارمونیم اور ڈھولک سے ان کی آواز میں دلچسپی پیدا کر رہے ہیں اور ان کی پشت پر ایک پرانا سا تیرنکا ہوا ہے جو ان کی شناخت متعین کر رہا ہے۔ موبائل تھیٹر۔۔۔ چلڈرن ووجھیز اور آس۔ پون گھنٹے میں پیشکش مکمل۔ چالیاں بھی ان لوگوں نے تعریفی جھیلے دار کے اور تھوڑی ہی دیر میں بھی منتشر ہو گئی۔ نائک منڈی بھی جلدی جلدی اپنا سامان سمیٹ رہی ہے۔ ”راجندر گھر میں بھی ایک



اوپر: گاندھی میدان ہفتہ میں موبائل تھیٹر کی نائک منڈی ایشا شو ہدیش کو تہ ہوش۔ بائیں: موبائل تھیٹر کے سکرٹری اشوک اہیہ

ان نکلنا تکوں نے معاشرے میں مثبت تبدیلی لانے کا فریضہ ادا کرنے میں کتنی کامیابی حاصل کی ہے یہ تو ایک الگ مطالعہ کا موضوع ہے لیکن ہندوستان جیسے ملک میں جہاں کی آبادی کا ایک تہائی حصہ

روپوں کا تقاضا کرتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ جہاں سے بھی ہوم کو لاتا ہے۔ اکثر ان کو گھروں میں مارا چٹا جاتا ہے جس کی وجہ سے جو بچے کم پیسے کاتے ہیں یا پھر خرچ کر دیتے ہیں وہ خوف سے راتوں کو گھر نہیں جاتے اور اس طرح رات سڑکوں یا ریلوے پلیٹ فارم پر گزارتے ہیں۔ اشوک اذیتہ کہتے ہیں کہ ”سڑکوں اور پلیٹ فارم پر رات گزارنے والے یہ بچے اکثر جسمی تھکاوٹ کا نشانہ بنتے ہیں۔ ان میں بچے بھی ہوتے ہیں اور بچیاں بھی۔“ ایسے بچوں کو کسی بھی شہر کے مسلم میں بخوبی دیکھا جاسکتا ہے۔ موبائل تھیٹر کے ایک حالیہ سروے کے مطابق صرف پٹنہ کے مسافرائی علاقوں میں رہنے والے بچوں کی

تعداد ۵۰۰۰۰ سے زائد ہے۔ خاندان کی غربت نے انہیں ہونٹوں، سڑکوں کے کنارے پانی جانے والی جانے کی دکانوں تک پہنچا دیا ہے یا پھر وہ کسی گھر میں بچہ مزدوری کی طرح کام کر رہے ہیں۔ خاصی بڑی تعداد ان بچوں کی بھی ہے جو شہر گری ہو یا سڑکی دن بھر مختلف بازاروں، سڑکوں اور پکڑا دانوں کے قریب پالنے والے سامان کا تھکا اور چاسٹک جمع کرتے پھرتے ہیں اور بمشکل چائیس پچاس روپے جمع کر کے شام کو اپنے گھر لوٹتے ہیں۔ چونکہ پیسہ ان کے ہاتھ میں ہوتا ہے اس لئے اکثر نشہ کی لت کے وہ شکار ہو جاتے ہیں۔

موبائل تھیٹر نے سب سے پہلے ان پکڑا جمع کرنے والے بچوں کو اپنی توجہ کا مرکز بنایا۔ موبائل تھیٹر کے کل وقتی کارکن گینہ رسکھ کے مطابق ایسے سو پکڑا جمع کرنے والے بچوں کو جمع کیا گیا۔ ان کو اس پر راضی کیا گیا کہ وہ دو پہر تک جمع کیا گیا اپنا پکڑا بیچ کر وہ سہ پہر کو موبائل تھیٹر کے سینٹر میں ہو جایا کریں جہاں انہیں نہ صرف کانے بجانے اور ٹانگ کی تربیت دی جائے گی بلکہ انہیں لکھنا پڑھنا بھی سکھایا جائے گا۔ تجربہ کامیاب ہوا اور ان بچوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ ”کام آسان نہیں تھا۔ بعض

بچوں کے والدین آکر ہنگامہ کرتے تھے کہ ان کے روزی روٹی کمانے والے بچوں کو برباد کیا جا رہا ہے لیکن آہستہ آہستہ جب ان کی سمجھ میں آیا کہ ان کے بچے بہتر روزی روٹی حاصل کرنے کی تربیت پا رہے ہیں تو ان کا بھی تعاون حاصل ہوا۔ جن بچوں میں تعلیم حاصل کرنے کا شوق تھا یا جن بچوں نے غربت کی وجہ سے تعلیم ادھوری چھوڑ دی تھی ان کے لئے برنج کورس کا اہتمام کر کے انہیں پھر اسکول بھیجے کا بندوبست کیا گیا۔ ان میں سے کچھ ذہین بچوں کو چھانٹ کر پٹنہ سے ۳۰ کلومیٹر دور بختیار پور کے ایک مشنری ریڈیو ٹیلیشن اسکول، بسوا دیال میں داخل کرایا گیا۔ اشوک اذیتہ کہتے ہیں کہ اسکول کے پرنسپل فادر سسٹین نے اس سلسلے میں کافی مدد کی اور انہوں نے وعدہ کیا کہ سینٹر سے آنے والے بچوں

فاضل اوقات میں موبائل تھیٹر سینٹر میں بچوں کو اسکرین پر تنگ کی تربیت دیتے ہیں کہتے ہیں کہ ”اس عالمی اسکوپ ڈرنے ان میں نہ صرف بچوں کے مسائل کی شدت کا احساس پیدا کیا بلکہ زندگی کو ایک مقصد بھی عطا کیا جیسے میں آج اپنی پہچان سمجھتا ہوں۔“

سوزر لینڈ کا دورہ نہ صرف تجربات کے نقطہ نگاہ سے مفید تھا بلکہ کام کرنے کی راہ میں پیدا ہونے والی سہولیات کے اعتبار سے بھی فائدہ مند ثابت ہوا۔ اب تک موبائل تھیٹر مقامی افراد کے تعاون سے کام کر رہا تھا۔ اب پہلی بار بیرونی ڈی موہرنے پھول اور تفریحی پروگراموں کے ذریعہ سڑک پر رہنے والے بچوں کی تعلیم کے

سے نصف خرچ لیا جائے گا اور انہیں رہنے کی مفت سہولت فراہم کی جائے گی۔“ مشنری اسکول سے سنی بیچے تعلیم مکمل کر کے آچکے ہیں اور اس وقت بھی پانچ بچوں کا ایک بیچ وہاں تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ اشوک اذیتہ ایک دست لڑکی رہنا جو پہلے ایک گھر میں وائی کا کام کرتی تھی، کی طرف اشارہ کر کے بڑے پراختیاء لہجے میں کہتے ہیں ”گھر میں جھاڑو پونچھا کرنے والی اس لڑکی کو آج کمپیوٹر پر کام کرتے ہوئے دیکھنا ہوں تو لگتا ہے کہ حالات ضرور بد لیگئے۔“

مشنری اسکول سے کامیاب ہونے والے پہلے بیچ کے تین موبائل بچوں انجنا پکاش، ممتا اور پرمود کو لیکر ۱۹۵۵ میں سوزر لینڈ کے



پروجیکٹ کے لئے تعاون پیش کیا۔ اس کے بعد ۲۰۰۰ میں یو ایس ایف اور ۲۰۰۲ میں امریکی شہر ریڈیا امریزونا کے روٹری کلب کے لٹریسی سینٹر نے بیک ٹو اسکول پروجیکٹ کے لئے ۱۱۵۰۰۰ امریکی گرانٹ منگوری۔ موبائل تھیٹر کی صدر انجنا بھائی ۲۰۰۲ کے اوائل میں امریکہ گئیں جہیں انہوں نے روٹری کلب کے ذمہ داروں کے سامنے اپنا پروجیکٹ رکھا تھا۔ روٹری کلب piora کی صدر مارقاہرم اپنے تین کئی وفد کے ساتھ اسی سال ہندوستان آئیں اور انہوں نے موبائل تھیٹر کا کام دیکھ کر اس کے پیش کردہ پروجیکٹ کے لئے گرانٹ کی منگوری دیدی۔ اشوک اذیتہ کے مطابق اس وقت ان کے سینٹر میں جوہر کیشنل ٹریننگ سینٹر اور تعلیمی سرگرمیاں جاری ہیں ان کے لئے امریکی سفارت خانے کے شعبہ رابطہ عامہ کے گرانٹ کا

موبائل تھیٹر سینٹر میں بچوں کو کمپیوٹر، سلائی کڑھاٹی، اسکرین پرنٹنگ اور ہیڈنگ کی تربیت دی جاتی ہے۔ سینٹر کے ذمہ داران خود اس تربیت میں تربیت دہندہ کی حیثیت سے حصہ لیتے ہیں۔

شہر لیڈی ٹاں میں مشوک المال اور مظلوم بچوں کے لئے کام کرنے والی تنظیم ”میرے ڈی ہوسز کی دعوت اور ستر کے اخراجات کی پیشکش پر ایک عالمی کانفرنس میں اشوک اذیتہ نے شرکت کی تھی اور وہاں مختلف شہروں میں پروگرام کے دوران اپنے چارڈکنی ٹانگ منڈی کے شوپزیشن کے تھے اور دوسری تنظیموں کے ساتھ مل کر بچوں کے مسائل پر کام کرنے کی تربیت حاصل کی تھی۔ اس کانفرنس میں شریک ہونے والے پروموجو اس وقت ایک اسکرین پرنٹنگ پریس میں کام کرتے ہیں اور

تعاون حاصل ہے اور اس تعاون نے سینٹر کے کاموں کو کافی آگے بڑھایا ہے۔
 مسٹری فار ویمن اینڈ چائلڈ ڈولپمنٹ کے ایک حالیہ مطالعہ کے مطابق ہر
 تین میں سے دو بچے جسمانی زیادتی کا شکار ہوتے ہیں اور اس میں صرف
 لڑکیاں ہی نہیں بلکہ لڑکے بھی بڑی تعداد میں شامل ہیں۔ اشوک ادیپہ کہتے
 ہیں کہ ”سب سے زیادہ جو فکری بات ہے وہ یہ ہے کہ جنسی استحصال کے شکار
 ہونے والے ان بچوں جن کی ایک بڑی تعداد فٹ پاتھوں اور ریلوے پلیٹ
 فارم پر رہتی ہے، جنسی استحصال نے ایک نئی بھینک صورت حال سامنے
 لا کر کھڑی کر دی ہے۔ اور وہ ہے ایڈس کی آمد کی ایک نئی کشادہ راہ۔“ جو بچے
 اور بچیاں ریلوے پلیٹ فارم پر ہی رہتے ہیں ریل کے ڈبوں میں جھاڑو
 وغیرہ دے کر یا گا بجا کر کمائی کرتے ہیں انکے پاس ایسا کوئی انتظام نہیں ہوتا
 کہ وہ اپنے پیسے پس انداز کریں یا کوئی پسند کی چیز خریدیں۔ کیونکہ ان کے
 پاس نہ کھینے کی کوئی جگہ ہوتی ہے اور نہ پس انداز کرنے کی کوئی وجہ۔ لہذا بہتر
 کھانا، عسرت کے لئے نشہ خوری کرنا یا پھر آپس میں جنسی تعلق حاصل کرنا ان
 کی معمول کی سرگرمیاں ہوتی ہیں۔ ایسے بچے اور بچیوں پر بروہ فروشی کرنے
 والے لوگوں کی نگاہ ہوتی ہے اور یہ ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچائے جاتے رہتے
 ہیں۔ ان میں ایک مخصوص تعداد ان بچوں اور بچیوں کی ہوتی ہے جو نہ صرف خود
 ایچ آئی وی ایڈس سے متاثر ہوتے ہیں بلکہ وہ مستقل اس کے دائرہ کو بڑھانے کا
 سبب بنتے رہتے ہیں۔ اشوک ادیپہ کہتے ہیں کہ ”ایسا لگتا ہے کہ ہمیں صورت
 حال کو دیکھتے ہوئے اپنی ساری توانی ایسے بچوں کی دیکھ دیکھ میں لگا دینا چاہئے جو
 نہ صرف خود تباہ ہو رہے ہیں بلکہ موت کی عفریت میں اضافہ کا سبب بن رہے
 ہیں۔“ موبائل ٹھیٹر نے گذشتہ سال پندرہ کے مختلف ریلوے اسٹیشن کے پلیٹ
 فارم پر رہنے والے تقریباً ۱۰۰ بچوں کو یکجا کیا تھا اور پورے گرام کے بعد ان میں سے
 ۱۵ بچوں سے مستقل رابطہ رکھ کر ان کو سینٹر میں باضابطہ ویکسٹل ٹریننگ دی گئی تھی
 اور اب ان میں کئی بچے اور بچیاں اسکرین پر فٹنگ، کیڑوں پر پیسٹنگ اور فوٹو
 گرافی کے کام میں مصروف ہیں۔ اشوک ادیپہ کہتے ہیں کہ ”سب سے اچھی
 بات یہ ہے کہ ان بچے کے پودوں کو اگر ذرا سی محبت اور نگرانی مہیا کرانی
 جائے تو یہ خود بچل پھولنے کی ذمہ داری سنبھال سکتے ہیں۔“

موبائل ٹھیٹر کی نالک منڈلی میں شریک بہ بچی دن میں سڑک
 کنارے قائم اپنے والدین کے ہوٹل میں اپنے والدین کا کاموں
 میں ہاتھ بٹاتی ہے۔

